نام کتاب ______ نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں

طبع اوّل (اپریل 2003ء) ____ 1000

زیرِ اہتمام ______ تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں

قیمت ______ -/5 روپے

کراچی میں لائبریریز اور مکتبہ جات کے پتے

1- قرآن اکیڈمی ، خیابانِ راحت ، درخشاں ، فیز 6 ، ڈیفنس فون: 5340022-23

2- 11 - داؤد منزل، نزد فریسکو سوئیٹ، آرام باغ فون: 2620496-2216586

3- حق اسکوائر، عقب اشفاق میموریل ہسپتال، بلاک 13-C، گلشنِ اقبال فون: 4993464-65

4- قرآن مرکز، نزد مسجد طیّبہ، سیکٹر 35/A، زمان ٹاؤن ، کورنگی نمبر 4

5- فلیٹ نمبر 2، محمدی منزل، بلاک ''K''، نارتھ ناظم آباد فون: 6674474

6- C-113، مادام اپارٹمنٹس، شاہراہِ فیصل، نزد چھوٹا گیٹ، ایئر پورٹ، فون: 4591442

7- قرآن اکیڈمی یٰسین آباد ، فیڈرل بی ایریا بلاک 9

8- متصل محمدی آٹوز، اسلام چوک، سیکٹر 11 1/2، اورنگی ٹاؤن فون: 66901440

9- رضوان سوسائٹی بس اسٹاپ، یونیورسٹی روڈ۔ فون: 8143055

نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِی اُنْزِلَ مَعَہٗ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (الاعراف :157)

☆ موضوع کی اہمیت :

روزِ قیامت نجات کا ایک سہارا نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی امید ہے۔لیکن کچھ بدنصیب ایسے ہوں گے جن سے نبی کریم ﷺ اعلانِ لاتعلقی فرما دیں گے :

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (متفق علیہ)

جس نے جان بوجھ کر میری سنت کو ترک کیا اُس سے میرا کوئی تعلق نہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی سے محفوظ فرمائے اور آپ ﷺ سے تعلق مضبوط کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆ نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی موجودہ کیفیت :

- نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا
- نعت گوئی کے ذریعہ آپؐ کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنا
- تحریر و تقریر میں عشق و محبت کا اظہار کرنا
- ہر سال ربیع الاوّل کے مہینے میں سیرت کے جلسے منعقد کرنا
- عید میلاد النبیؐ کے جلوس کا اہتمام کرنا

☆ نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں قرآنِ کریم کی روشنی میں :

سورۂ اعراف آیت 157 کی میں نبی کریمؐ سے تعلق کی چار بنیادیں بیان کی گئی ہیں:

1 - آپؐ پر ایمان — فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا بِهٖ

2- آپؐ کی توقیرو تعظیم — وَعَزَّرُوْهُ

3 - آپؐ کی نصرت وحمایت — وَنَصَرُوْهُ

4 - قرآنِ کریم کی پیروی — وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ

تعلق کی پہلی بنیاد : ایمان

نبی کریمؐ پر ایمان سے مراد ہے اس بات کا اقرار و یقین کہ :

- آپؐ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔
- آپؐ کی رسالت قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی طرف ہے۔
- آپؐ کی رسالت رہتی دنیا تک ہے۔
- آپؐ پر اللہ کا آخری کلام قرآنِ مجید نازل ہوا جو ہمیشہ کے لئے محفوظ ہے۔

☆ ایمان کے دو درجے:

1- اِقْرَارٌ بِاللِّسَان 2- تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْب (ایمان مجمل)

- اگر صرف زبان سے اقرار اور دل سے یقین نہیں تو نفاق (مائدہ :41)
- اگر صرف دل میں یقین اور زبان سے اقرار نہیں تو کافر (نمل : 14)
- دنیا میں قانونی طور پر مومن ہونے کی بنیاد : زبان سے اقرار (نساء : 94)
- آخرت میں حقیقی مومن قرار پانے کی بنیاد : زبانی اقرار کے ساتھ دل والا یقین

(مثلاً منافقین نبیؐ کے پیچھے نمازیں پڑھنے کے باوجود جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے (نساء :145))

☆ ہمارے ایمان کی کیفیت کیا ہے؟

’’تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشِ نفس اس ہدایت کے تابع نہ ہوجائے جو میں لایا ہوں‘‘ (از شرح السنة فی اربعین و مشکوٰۃ)

تعلق کی دوسری بنیاد : توقیر و تعظیم

☆ نبی اکرمؐ پر ایمان کا فطری ولازمی نتیجہ- آپؐ کی توقیر و تعظیم

- سورۃ الحجرات آیت : 2 میں فرمایا گیا:

’’ اپنی آواز کو نبیؐ کی آواز پر بلند نہ کرو (یعنی اُنؐ کے فرمان پر اپنی رائے کو فوقیت نہ دو) اور انؐ کے سامنے اس طرح اونچی آواز میں گفتگو نہ کرو جس طرح آپس میں کرتے ہو ورنہ تمہاری سارے اعمال برباد ہوجائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی‘‘

اگر محض آواز بلند کرنے پر اعمال ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو اندازہ کیجئے نبیؐ کی حکم عدولی اور نافرمانی پر کتنا عظیم خسارہ ہوگا (النساء : 42)

☆ توقیر و تعظیم کا اصل تقاضا : اتباعِ نبی کریم ﷺ

- اتباع سے مراد ہے احکامات کا انتظار کیے بغیر دلی محبت کے ساتھ پیروی کرنا یعنی زندگی کے ہر معاملے میں نبی اکرمؐ کی پسند و ناپسند کا خیال رکھنا اور تمام امورِ حتی کہ معمولاتِ زندگی میں بھی آپؐ کی ہر ہر ادا کی پیروی کرنا۔ بقول شاعر:

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

اتباع = اطاعت + محبت

☆ اتباعِ نبویؐ کا پہلا جز : اطاعت

- رسول کو بھیجا ہی اس لئے جاتا ہے تاکہ اس کی اطاعت کی جائے (النساء : 64)
- قرآنِ حکیم میں 11 بار اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسولؐ کی اطاعت کا حکم
- اللہ کی اطاعت ،رسولؐ کی اطاعت کے ذریعہ ہوتی ہے۔ (نساء :80)
- ’’جس نے میری اطاعت کی اُسی نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی‘‘۔ (متفق علیہ)
- ایمانِ حقیقی کا لازمی مظہر- نبی اکرمؐ کے تمام احکامات کو دل سے تسلیم کرنا (النساء :65)

☆ اتباعِ نبویؐ کا دوسرا جز : محبت

- ’’ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے لئے اس کے والد، اس کے بیٹے اور تمام انسانوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں (متفق علیہ)
- حضرت عمرؓ کا نبی اکرمؐ سے اظہارِ محبت
- ’’ گویا نبی اکرمؐ کو صرف مرکزِ عقیدت یا مرکزِ ملت سمجھ لینا کافی نہیں بلکہ آپؐ کو مرکزِ اطاعت و محبت تسلیم کرنا ایمان اور توقیر و تعظیم کا لازمی نتیجہ ہے‘‘

☆ اتباعِ نبویؐ کی اہمیت قرآنِ حکیم کی روشنی میں:

- ’’ اے نبیؐ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا‘‘ (آلِ عمران:31)
- اتباعِ نبویؐ ہدایت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (الاعراف:158)

☆ صحابہ کرامؓ کے اتباعِ نبویؐ کے واقعات

☆ ہماری کیفیت : اظہارِ محبت بلا اطاعت

- فرائض سے پہلوتہی
- اوامر و نواہی کی پرواہ نہیں

- چراغاں / جھنڈوں / جھنڈیوں کے ذریعہ تبذیر اور وسائل کا ضیاع
- اکثر و بیشتر چوری کی بجلی سے چراغاں
- شاندار جلسے و جلوس
- مسلم شریف میں ارشادِ نبویؐ ہے :

’’ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں کوئی نبیؑ نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے کچھ حواری اور صحابی ہوتے تھے جو اس نبیؑ کی کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کے احکامات کی پیروی کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ان کے جانشین ایسے لوگ بن جاتے ہیں جو کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں اور کرتے وہ ہیں جس کا حکم ہی نہیں دیا گیا۔ تو جو کوئی ان سے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن شمار ہوگا اور جو کوئی ان سے زبان سے جہاد کرے گا وہ مومن شمار ہوگا اور جو کوئی ان سے دل سے جہاد کرے گا وہ مومن شمار ہوگا اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں‘‘۔

تعلق کی تیسری بنیاد : نبی اکرمؐ کی نصرت

☆ نبی اکرمؐ کی نصرت کس کام اور کس مقصد کے لئے؟

1- دعوتِ دین : نوعِ انسانی کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے
(یوسف: **108**، بقرۃ:**21**)

2- اقامتِ دین : نوعِ انسانی کو ظالمانہ نظام سے بچانے کے لئے
(التوبہ :**33**، الفتح :**28** ،الصّف : **9**)

- ختم نبوت کی وجہ نبی اکرمؐ کے ذمہ صرف دین کی دعوت ہی نہیں بلکہ اسلام کے عادلانہ نظام کو بالفعل قائم کرنا بھی تھا۔ (سورۃ المدثر:**1-3**، الشوریٰ :**15**)
- دعوتِ دین کا کام نسبتاً آسان ہے لیکن اقامتِ دین کا کام مشکل ہے۔
- عادلانہ نظام کا قیام بغیر تصادم کے ناممکن ہے۔ (الحدید : 25)

☆ نبی اکرمؐ کی نصرت کا میدان :

1- **دعوتِ دین** :

نوعِ انسان آج بھی ہدایت ربانی کی محتاج ہے لہذا خیر کی دعوت دینا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

(آلِ عمران: ***104***، ***110***)

2- **اقامتِ دین** :

اسلام کے عادلانہ نظام کے قائم نہ ہونے کی وجہ سے نوعِ انسانی ظلم کا شکار ہے۔لہذا عدل کا علمبردار بن کر کھڑا ہونا ہماری ذمہ داری ہے۔

(الشوریٰ: ***13***، النساء: ***135***، المائدہ ***8***، الحج: ***78***)

- دعوتِ دین اور اقامتِ دین کا کام متفقہ سنت نبویؐ ہے۔آغازِ بعثت سے آخری سانس تک آپؐ نے مسلسل اور متواتر یہ کام جاری رکھا۔
- نبی اکرمؐ اور آپؐ کے جانثار ساتھیوں نے بڑی پامردی سے دعوتِ دین اور اقامتِ دین کے لئے جدوجہد کی اور مختصر وقت میں دنیا کے بڑے حصّہ میں اسلام کا عادلانہ نظام غالب کر دیا لیکن رفتہ رفتہ ہماری کوتاہی سے اب یہ کیفیت ہے کہ بقول حالی :

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے
اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے

امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

- دعوتِ دین اور اقامتِ دین کے حوالے سے نبی اکرمؐ کا مشن تا قیامِ قیامت زندہ ہے اور کارِ رسالت کی انجام دہی کی ذمہ داری اب امت مسلمہ پر ہے۔

(البقرۃ: ***143***)

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

- اتباعِ نبویؐ کا اصل تقاضہ ہے کہ اپنی جان، مال، اوقات اور صلاحیتوں کو دعوتِ دین اور اقامتِ دین کی جدوجہد میں کھپایا جائے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

تعلق کی چوتھی بنیاد : اتباعِ قرآنِ حکیم

☆ نبی اکرمؐ کے بعد ابد الآباد تک نبوت کا قائم مقام : قرآنِ حکیم

- قرآنِ حکیم ہمارے پاس نبی اکرمؐ کی نشانی اور امانت ہے۔
- خطبۂ حجۃ الوداع میں آپؐ نے ارشاد فرمایا :

’’ تمہارے درمیان ایسی شے (قرآن) چھوڑے جا رہا ہوں کہ جب تک تم اِس سے چمٹے رہو گے نہ برباد ہو گے اور نہ گمراہ‘‘ (مسلم)

☆ قرآنِ حکیم کی اتباع سے مراد ہے قرآنِ حکیم کے حقوق کی ادائیگی :

- قرآنِ حکیم کے ایک مسلمان پر پانچ حقوق ہیں :

1 - قرآنِ حکیم پر قلبی یقین والا ایمان رکھنا

2 - قرآنِ حکیم کی پیروی کی نیت سے تلاوت کرنا

3 - قرآنِ حکیم کو اپنی صلاحیت کے مطابق سمجھنا

4 - قرآنِ حکیم پر عمل کرنا اور عمل کرانے کی کوشش کرنا

5 - قرآنِ حکیم کو دوسروں تک پہنچانا

- قرآنِ حکیم کے ساتھ ہمارے تعلق کے حوالے سے نبی کریمؐ کا فرمان ہے :

’’اے قرآن والو ! قرآن کو تکیہ نہ بنالو بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے اور اسے پھیلاؤ، اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو اور اس میں غور وفکر کرو تاکہ تم فلاح پاؤ‘‘ (بیہقی)

☆ قرآن کریم سے ہمارا موجودہ تعلق :

- ریشمی جزدان میں لپیٹ کر رکھنا
- بچیوں کو جہیز میں دینا
- مرنے والے کے سرہانے پڑھنا
- عدالتوں میں قسم کھانے کے لئے استعمال کرنا
- پریشانی کے وقت فال کھولنے کے لئے استعمال کرنا
- آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لئے پڑھنا
- حسنِ قرأت کی محافل
- حصول ثوا ب اور ایصالِ ثواب

☆ قرآنِ حکیم سے صحیح تعلق استوار نہ کرنا ہی ہمارے زوال کا سبب ہے:

- ارشادِ نبویؐ ہے :

’’ اللہ اس کتاب کی وجہ سے کچھ قوموں کو عزت وعروج عطا فرمائے گا اور (اسے ترک کر دینے کی وجہ سے) دوسروں کو ذلت سے دوچار فرمائے گا (مسلم)

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

- شیخ الہندؒ مولانا محمود الحسنؒ کے نزدیک امت کے زوال کے دو اسباب ہیں:

- قرآن کو چھوڑ دینا　　- آپس کے اختلافات

صاحبِ معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ صاحب شیخ الہندؒ کی رائے پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زوالِ امت کا صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ ہے قرآن کو چھوڑ دینا کیوں کہ آپس کے اختلافات بھی قرآن کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہی ہیں۔

(وحدتِ امت تالیف مفتی محمد شفیعؒ صاحب)

خلاصۂ کلام

آخرت کی فوز وفلاح نبی کریم ﷺ سے تعلق کے بغیر ناممکن ہے اور اس تعلق کی چار بنیادیں ہیں:

- آپؐ پر ایمان　　- آپؐ کی توقیر وتعظیم
- آپؐ کی نصرت وحمایت　　- قرآنِ حکیم کی اتباع

سیرت النبی ﷺ اور اس کے فلسفہ کو سمجھنے کے لئے
ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی حسبِ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیے

☆ نبی کریمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں
☆ عظمتِ مصطفیٰؐ
☆ رسولِ کامل
☆ اسوۂ رسولِ اکرمؐ سورۂ احزاب کی روشنی میں
☆ نبی اکرمؐ کا مقصدِ بعثت
☆ منہجِ انقلابِ نبویؐ
☆ معراج النبی
☆ ختمِ نبوت کے دو مفہوم اور
تکمیلِ رسالت کے عملی تقاضے